روس اور امریکہ کے خلائی کارنامے
اور
اسلامی تعلیمات

ایک مکتوب کے ذریعہ حضرت علامہ افغانی سے چاند اور ستاروں کی تسخیر کی شرعی حیثیت پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی گئی جواب میں حضرت مولانا نے ذیل کا مختصر مگر سیر حاصل مکتوب ارسال فرمایا الحمد للہ کہ ایک محقق عالم کی تحریر سے الحق کے پچھلے اداریہ کی تائید بھی ہو گئی۔ (س)

بعد از سلام مسنون آنکہ آج ہی منٹگمری جا رہا ہوں۔ کہ تمہارا خط پہنچا۔ آجکل میں "تعارف علوم قرآنیہ" کے نام سے کتاب لکھ رہا ہوں جو عنقریب طبع ہو گی۔ ضرورت الوحی کا مضمون میں نے اس میں مکمل لکھا ہے۔ فرصت کے وقت میں اسے کچھ لکھ کر بھیج دوں گا۔ لیکن مصروفیت حد سے زیادہ ہے۔ آپ نے جو سوال کیا ہے۔ کتاب زیر تصنیف میں اسکو مفصل لکھوں گا جس کا عنوان "این الکواکب" ہو گا۔ مختصر جواب اسقدر ہے کہ روس و امریکہ کے خلائی کارناموں سے اسلامی تعلیمات پر کسی قسم کا اثر نہیں پڑتا۔ اسکا اگر کچھ اثر پڑیگا تو یونانی علم الافلاک اور ہیئۃ بطلیموسی پر یا اسرائیلی روایات مختلفہ پر پڑیگا۔ اب تک تو چاند و زہرہ پر پہنچنے کی سعی ہے۔ لیکن اگر تمام کواکب تک بھی رسائی ہو جو مستبعد ہے تو بھی اسلامی تحقیق پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ڈاکٹر ٹنڈل "جغرافیہ عالم" میں لکھتے ہیں۔ کہ خوردبینوں کے ذریعہ جو ستارے نظر آسکتے ہیں ان کی تعداد سات ارب ہے۔ اور جو کسی صورت میں نظر نہیں آتے انکی تعداد شمار سے باہر ہے۔ تاہم اگر ان سب ستاروں کیطرف رسائی ہو جائے تو بھی آسمان تک رسائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کل ستارے فضا میں شرعی نقطۂ نظر سے معلق ہیں۔ یعنی بین السماء و الارض ہیں۔ آسمانوں میں ایک بھی ستارہ نہیں یہ سلف کا قول ہے۔ ابن عباس سے روح المعانی میں ج ۳۰ ص ۵۱ سورۂ تکویر میں ہے۔ النجوم قنادیل معلقۃ[1] بین السماء والارض بسلاسل من نور بایدی الملئکۃ ویقرب منہ قول الفلاسفۃ الجدیدۃ لکن بالجذب[1]۔ اسی طرح عطا بن رباح استاذ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی قول ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ نے تفسیر سورۂ طلاق میں ومن الارض مثلھن کے تحت میں لکھا ہے۔ ولم یقم دلیل علی ان شیئا من الکواکب مغروز فی شیٔ من السموات کالفص فی الخاتم والمسمار فی اللوح[2] اسی جگہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اسرائیلی روایات کی تردید بھی کی ہے۔ فرمایا ہے۔ نعم اکثر الاخبار فی امر السموات والارض لا یعول علیھا اشار الیہ النسفی فی بحر الکلام[3] باقی جن آیات سے ستاروں کا آسمان میں ہونا مترشح ہوتا ہے۔ اسکی تردید روح المعانی کی جلد ۱۷-۱۸- اور ۳۰ میں موجود ہے۔ مزید بسط کی گنجائش نہیں۔ آلوسی رحمہ اللہ کل فی فلک یسبحون کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ قال اکثر المفسرین ھو موج مکفوف تحت السماء تجری فیہ الشمس والقمر وقال الضحاک ھو لیس بجسم بل مدار ھذہ النجوم[4] گویا اکثر مفسرین اسلام محل کواکب کو جس میں شمس و قمر گردش کرتے ہیں۔ تحت السماء تسلیم کرتے ہیں نہ فی السماء (آسمان کے نیچے نہ کہ آسمان میں)

فقط والسلام۔ شمس الحق افغانی۔ بہاولپور (۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء)

---

[1] ستارے لٹکتے ہوئے فانوس ہیں۔ آسمان اور زمین کے درمیان نور کی زنجیروں کے ساتھ جنہیں فرشتے تھامے ہوئے ہیں۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ فلسفہ جدیدہ کے علماء کا قول بھی اس کے قریب قریب ہے۔ مگر وہ اسکی تعبیر مرکز ثقل اور کشش سے کرتے ہیں۔

[2] اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ کوئی ایک ستارہ بھی آسمانوں میں ایسا جڑا ہوا ہے جیسا انگوٹھی میں ہیرا یا تختی میں میخ۔

[3] زمین اور آسمانوں کے بارہ میں اکثر باتیں ناقابل اعتماد ہیں۔ علامہ نسفی نے بحر الکلام میں اس جانب اشارہ فرمایا ہے۔

[4] اکثر مفسرین کہتے ہیں اس سے مراد آسمان کے نیچے موج مکفوف ہے جس میں سورج اور چاند اپنی گردش کرتا ہے۔ ضحاک کہتے ہیں۔ اس سے مراد جسم نہیں بلکہ ان ستاروں کا مدار (جائے گردش) ہے۔